بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

کیا حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام ایک نبی تھے۔؟؟؟

”وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا☆ذٰلِکَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰہِ ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیۡمًا☆“(اَلنّساء/۷۰۔۷۱)

اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ سب امور کو بہتر جانتا ہے۔

”اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰۔۲۱۱)

”سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔“ (اخبارِ عام ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء)

آیئے اُمتِ محمدیہ میں مسئلہ نبوت کی روشنی میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات اور دعاوی کا جائزہ لیتے ہیں۔ آپؑ اپنی تحریرات کی روشنی میں کیا مدعی نبوت تھے یا کہ نہیں۔؟ اگر آپؑ مدعی نبوت تھے تو آپؑ کی نبوت کیسی تھی۔؟ اِس وقت میرے مخاطب دو قسم کے لوگ ہیں۔۔۔۔ (۱) غیر احمدی حضرات جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے ہوئے آپکے دعاوی کا انکار کر دیا تھا۔ (۱۱) احمدی حضرات جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو سچا جانتے ہوئے آپؑ کے دعاوی کو قبول کر لیا تھا۔

غیر احمدی حضرات۔ غیر احمدی حضرات حضرت مرزا غلام احمدؑ کو نعوذ باللہ اس لیے جھوٹا جانتے ہیں کیونکہ وہ اپنی لاعلمی میں سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر چونکہ کامل شریعت نازل ہو کر دین مکمل ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین یعنی ”نبیوں کو ختم کر نیوالا“ بنا کر آپکے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اور مرزا غلام احمد چونکہ مدعی نبوت تھے لہٰذا ہم اُنہیں (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھتے ہیں۔ خاکسار ایسے تمام حضرات کی خدمت میں جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کو ختم خیال کرتے ہیں نہایت ادب کیساتھ گذارش کرتا ہے کہ آپکے ختم نبوت کے عقیدے کو قرآن کریم جھٹلاتا ہے۔ وہ قرآن کریم جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے وہی قرآن کریم آنحضرت کے بعد آپکی پیروی میں اُمتی یا ظلی اور غلام نبوت کا وعدہ بھی فرماتا ہے۔ نہ صرف قرآن کریم بلکہ احادیث صحیحہ اور علمائے ربانی اور بزرگانِ دین بھی اُمتِ محمدیہ میں اُمتی نبوت کے انعام کو جاری قرار دیتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے محبت کرنیوالا اور قرآن کریم پر ایمان لانیوالا کوئی بھی شخص قرآن کریم سے ختمِ نبوت (یعنی ہر قسم کی نبوت کے انقطاع) کا عقیدہ ثابت نہیں کر سکتا بلکہ قرآن تو ایک قسم کی ظلی اور اُمتی نبوت کی بشارت دیتا ہے۔ بعض معترض یہ بھی کہتے ہیں کہ ظلی اور اُمتی نبی پہلے زمانوں میں تو گزرے نہیں۔ جواباً عرض ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانوں میں نہ تو قرآن کریم ایسی کامل کتاب اور کامل شریعت کسی نبی پر نازل ہوئی تھی اور نہ ہی پہلے زمانوں میں ہمارے سید و مولا آنحضور ﷺ ایسا کوئی ”خاتم النبیین“ گزرا ہے۔ اُمتِ محمدیہ میں کوئی شخص خواہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہوں یا کوئی اور ہو اگر وہ نبوت کا مدعی ہے تو اُسکے دعویٰ کی صداقت پر تو سوال ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ چونکہ اُمتِ محمدیہ میں نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہٰذا مدعی نبوت جھوٹا ہے قطعی طور پر غلط ہے۔؟ (تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں۔ مضمون نمبر ۳۹۔ حضرت مرزا صاحبؑ کا مقام و مرتبہ)

احمدی حضرات۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے ماننے والے (احمدی) آپکے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے مزید آگے دو گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ قادیان حضرت مرزا صاحبؑ کو اُمتی، ظلی اور غلام نبی سمجھتی ہے اور جماعت احمدیہ لاہور آپؑ کو صرف مجدد یا محدّث اور مہدی و مسیح موعود مانتی ہے اور آپ کی اُمتی، ظلی اور بروزی یا غلام

نبوت کی شان سے انکاری ہے۔ دونوں گروپوں میں ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک مسلسل یہ نزاع زیر بحث چلی آ رہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مقام اور مرتبہ کے متعلق حقیقت کیا ہے۔؟ کیا آپؑ نبی تھے یا محض مجدد، محدث، مسیح اور مہدی۔؟ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے علماء اور ارباب واختیار حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت سے انکار کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریروں میں سے ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کے درج ذیل حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے پیش کردہ حوالہ جات

(۱)''اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس اشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پُرانا نہ نیا۔'' (انجام آتھم صفحہ ۲۷ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷)۔ (رسالہ ''آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۰)

(۲)''میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۲۵۵/۲۳۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)۔ (ایضاً صفحہ ۱۰)

(۳)''سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذِب و کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۲/۲۳۰۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)۔ (ایضاً صفحہ ۱۰)

(۴)''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (آسمانی فیصلہ مطبوعہ ۱۸۹۲ء۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۱۳)۔ (ایضاً صفحہ ۱۰)

(۵)''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔'' (ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۱)۔ (ایضاً صفحہ ۱۰)

(۶)''نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔'' (رسالہ ''آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۰ بحوالہ مجموعہ اشتہارات)

(۷)''ہمارے مخالف جب اس بحث میں عاجز آجاتے ہیں تو اِفتراء کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔'' (کتاب البریہ صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ ۱۸۹۸ء۔ (ایضاً صفحہ ۱۱)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تحریرات کے یہ وہ حوالے ہیں جو ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' نے اپنے رسالہ ''آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' میں حضرت مرزا صاحبؑ کو غیر نبی ثابت کرنے کیلئے پیش کیے ہیں۔ میں اِن حوالوں کیساتھ حضرت مرزا صاحبؑ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات میں سے تین اور حوالے بھی شامل کر دیتا ہوں تا کہ تنقیح طلب اَمر کی وضاحت میں کوئی اِبہام نہ رہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(I)''وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنیوالا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔'' (ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۱)

(II)''مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اِن لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ اِن الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اِسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اُس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۴/۳۔ فروری ۱۸۹۲ء)

(III)''واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۹۷/۲۰۔ شعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۷ء)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کو غیر نبی ثابت کرنے کیلئے اپنے رسالہ آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ (نوٹ۔ یہ رسالہ نیوز نمبر ۲۵ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ناقل) میں حضرت مرزا صاحبؑ کی ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں سے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ۱۹۰۱ء کے بعد کے پیش کردہ حوالہ جات

(۸)''جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸

صفحہ۲۱۶)۔(رسالہ ''آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۱)

(۹)''اب اِس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ(۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۶)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۰)''میں کسی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔'' (الحکم ۲۴۔جنوری ۱۹۰۴ء)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۱)''ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افتراء ہے۔''((حقیقۃ الوحی(۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۲)''اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔'' (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۳)''میں نے قرآن شریف سے ایک زبردست طاقت پائی ہے۔میں نے آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور یہ کہ متبع اس کا مقام ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔چنانچہ میں اس اَمر میں صاحب مشاہدہ ہوں۔'' (حوالہ نہیں دیا گیا۔رسالہ ''آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۱)

(۱۴)''میری کتابوں میں یہودیوں کی طرح معنی محرف ومبدل کر کے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر میرے پر صدہا اعتراض کیے گئے ہیں کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور قرآن کو چھوڑتا ہوں اور گویا میں خدا کے نبیوں کو گالیاں نکالتا ہوں اور توہین کرتا ہوں۔اور گویا میں معجزات کا منکر ہوں سو میری یہ تمام شکایات خدا تعالیٰ کی جناب میں ہیں۔'' (حوالہ نہیں دیا گیا۔ایضاً صفحہ ۱۲)

(۱۵)''یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے معنی یہ ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔اور آنحضرت ﷺ کی اقتداء اور متابعت سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔یہ الزام صحیح نہیں بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب سے ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر تہمت ہے۔'' (خط بنام اخبار عام۔۲۳ مئی ۱۹۰۸ء۔ایضاً صفحہ ۱۲)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کو غیر نبی اور غیر رسول ثابت کرنے کیلئے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں سے یہ جو متذکرہ بالا پندرہ (۱۵) حوالے دیئے ہیں اِن سے متعلق میں ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں۔۔۔

(اولاً) گفتگو یا تصنیفی جدوجہد ذاتی فتح وشکست کی بجائے حق اور صداقت کیلئے ہونی چاہیے۔

(ثانیاً) یہ کہ متلاشی حق کو چاہیے کہ وہ کسی بھی حوالے کو اُس کے سیاق وسباق کی روشنی میں دیکھ کر اُسکے متعلق فیصلہ کرے کہ حوالہ سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(ثالثاً) یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنی تحریروں میں کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں اور کس نبوت کا وہ اِنکار کر رہے ہیں۔

(رابعاً) ہر محقق اور مصنف پر فرض ہے کہ حوالہ درج کرتے وقت وہ اس میں کمی بیشی نہ کرے بلکہ اُسے مکمل حوالہ درج کرنا چاہیے۔حوالہ کو سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے درج کرنا یا اپنے مطلب کی عبارت کو درج کر دینا اور جو عبارت مطلب کے مخالف ہو اِسے درج نہ کرنا نہ صرف تقویٰ اور دیانتداری کے خلاف ہے بلکہ یہ قارئین کو دھوکہ دینے کے بھی مترادف ہوگا۔انجمن اشاعت لاہور کی طرف سے متذکرہ بالا حوالہ نمبر ۱۵ جو پیش کیا گیا ہے یہ اسی قسم کے دھوکہ کی مثال ہے۔حضورؑ کا مکمل بیان درج ذیل ہے۔

''یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے معنی یہ ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔اور آنحضرت ﷺ کی اقتداء اور متابعت سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔یہ الزام صحیح نہیں بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب سے ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر تہمت ہے۔اگلی عبارت جو حوالہ میں نقل نہیں کی گئی یہ ہے۔اور جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اُس کیساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا

سے گزر جاؤں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۵۹۷۔ حضورؑ کا خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء از شہر لاہور)

جاننا چاہیے کہ براہین احمدیہ میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے اپنے جو الہامات تحریر فرمائے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح رنگ میں آپؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پکارا ہے اور براہین احمدیہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی اور رسول کے نام سے پکارتا رہا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ شروع میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے علم میں عالم اسلام میں مروج اور معروف نبی اور رسول کی یہ تعریف تھی کہ نبی اور رسول وہ ہوتا ہے جو نہ صرف سابقہ شریعت کو منسوخ قرار دیتا ہے بلکہ بذات خود صاحب شریعت بھی ہوتا ہے۔ وہ کسی سابقہ نبی کا اُمتی بھی نہیں کہلاتا۔ جیسا کہ آپؑ کے درج ذیل خط سے ظاہر ہے:۔

’’چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔‘‘ (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ ۱۸۹۹ء)

چونکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چُنیدہ بندے اپنے دعاوی کے معاملہ میں بہت حساس اور محتاط واقع ہوتے ہیں لہٰذا حضرت مرزا صاحبؑ نبی اور رسول کی اس اسلامی اصطلاح کی روشنی میں اپنی نبوت اور رسالت کی تاویل کر کے ۱۹۰۱ء تک اِسے محدثیت قرار دیتے رہے اور اپنے آپ کو محدث۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر ’’اُمتی نبوت کی حقیقت‘‘ کا کامل انکشاف فرمایا تو پھر آپؑ نے نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل کرنی چھوڑ دی اور اپنے آپ کو بآوازِ بلند اُمتی نبی اور رسول کہنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ آپؑ اپنے رسالہ ’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

’’اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیے۔ تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اِظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اِظہار اَمرِ غیب ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

خاکسار اب ذیل میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کی تحریروں میں سے چند حوالے پیش کرتا ہے۔ اِن اقتباسات میں آپؑ نے اپنے اُمتی، ظلی اور غلام نبی ہونے کا ببانگِ دھل اعلان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ’’میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر اِنکار کرسکتا ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ (۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)

(۲) ’’میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔‘‘ (نزول اُلمسیح حاشیہ مطبوعہ (۱۹۰۲ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱)

(۳) ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء مطبوعہ (۱۹۰۲ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱)

(۴) ’’اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی اَمر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اِس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴)

((نوٹ۔ حضور علیہ السلام بذات خود فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارش کی طرح وحی نازل فرما کر نبوت کے معاملہ میں مجھے میرے سابقہ عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اب وہ حضرات جو نبوت کے معاملہ میں حضورؑ کی عقیدہ میں تبدیلی کے سلسلہ میں معترض ہیں تو اُنکے دعوے کے حق میں اُنکے پاس کیا دلیل ہے؟ کوئی بھی نہیں۔))

(۵) ’’اِس اُمت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔‘‘ (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

(۶) ’’اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمات ومخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس اَمر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حُکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلّ ان یصطلح۔ اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

((نوٹ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بھی اپنے مؤقف کے حق میں اپنے حوالہ نمبر۱۲ میں یہ حوالہ پیش کیا ہے کہ ''اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے''۔ لیکن اپنے حوالہ میں اُنہوں نے اگلی عبارت یعنی ''اے نادانوں! ۔۔۔۔۔ اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔'' چھوڑ دی ہے۔ اُن کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔؟ علمائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو چاہیے تھا کہ متذکرہ بالا حوالہ کی مکمل عبارت درج کرتے تا کہ ایک قاری اور محقق کو زیر بحث موضوع پر اپنی پختہ اور صحیح رائے قائم کرنے کا بخوبی موقع مل جاتا۔))

(۷)''غرض اِس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمت میں سے گزر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصۂ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔''(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

(۸)''میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

(۹)''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کیساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیّت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو۔ اور اُس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے ''نبی'' کہتے ہیں۔ یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔''(بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲ کالم ۱)

(۱۰)''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''(اخبارِ عام ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء)

اب میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بہن بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا دس (۱۰) حوالوں میں حضرت مرزا صاحبؑ نے بڑے واضح الفاظ میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے اپنے اس کھلے کھلے اعلان نبوت کے بعد ہر اُس احمدی کیلئے جو صمیم قلب سے حضرت مرزا صاحبؑ کو سچا جانتا ہے آپؑ کی نبوت کا انکار ممکن نہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت بانئ سلسلہ کی تحریرات میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں یعنی نبوت سے انکار کے بھی اور نبوت کے اثبات کے بھی اور یہ بظاہر ایک قسم کا تضاد معلوم ہوتا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنی کسی تحریر میں اپنی نبوت سے متعلقہ اِس ظاہری تضاد کے متعلق کچھ رقم فرما کر نہ گئے ہوتے تو ہم احمدیوں پر فرض تھا کہ ہم حضورؑ کی اِن تحریروں کو جو بظاہر متناقض دکھائی دیتی ہیں قرآن کریم کی روشنی میں پرکھتے کیونکہ قرآن سے بڑھ کر اور کوئی حَکَم نہیں۔ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ اِس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''اور قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنیوالا اور وہ مہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے اُس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتّر بتّر کر دیا۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور اس میں آئندہ اور گذشتہ کی خبریں موجود ہیں۔ اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔''(خطبہ اِلہامیّہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۳)

چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے پیارے نبی ﷺ کی پیروی میں اُمت محمدیہ کیلئے نبوت کی بشارت موجود ہے لہٰذا ہم اِس سے یہ نتیجہ نکال لیتے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جس نبوت کے مدعی ہونے سے اِنکار کیا ہے وہ تشریعی، مستقل اور بلا واسطہ نبوت ہے اور جس نبوت کے وہ مدعی ہیں وہ اُمتی، ظلی اور بروزی نبوت ہے۔ لیکن حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تو ہمیں اِس قسم کے کسی مخمصے میں چھوڑا ہی نہیں۔ آپؑ اپنے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔''(ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰۔۲۱۱)

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اِن الفاظ کے بعد ہر اُس احمدی کیلئے جو آپؑ کو صادق مانتا ہے آپکے اُمتی، ظلی اور بروزی نبی ہونے میں کوئی اِشتباہ نہیں رہتا اور نہ ہی کسی متقی اور مومن کیلئے کوئی اِشتباہ رہنا چاہیے۔ ؎ آہ ! ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

اُمتِ محمدیہ اور نبوی انعام۔ حقیقی نبوت سے اگر کوئی شخص تشریعی نبوت مراد لیتا ہے تو اِن معنوں میں حضرت مرزا صاحب حقیقی یا صاحبِ شریعت نبی نہیں تھے۔ لیکن اگر حقیق

نبوت سے مراد محض نبوت کا اِنعام لیا جائے تو اِن معنوں میں بلا شبہ حضرت مرزا صاحبؑ بھی حقیقی نبی تھے مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اُمت محمدیہ کو نبوت کے انعام کی بشارت بخشی ہے لیکن اِس موعود نبوت کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اِس کیساتھ اُمتی، ظِلی اور بروزی نبوت کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے ہیں۔اگرچہ حضرت مرزا صاحب اُمت محمدیہ کیلئے بیان فرمودہ اِسی موعود نبوت کے دعویدار ہیں لیکن آپؑ نے اپنی کتب میں احتیاطاً اپنی نبوت کیساتھ اُمتی، ظِلی اور بروزی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں تاکہ اُمت کو آپکے متعلق نبوت تامہ یا مستقل نبی ہونے کا مغالطہ نہ لگ جائے۔اُمت محمدیہ میں اگرچہ اس موعود نبوت کے لیے صوفیائے عُظام اور اَولیائے کرام نے از راہِ تکلف بروز اور ظِل وغیرہ کی اصطلاحیں استعمال فرمائیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اس نبوت کا وعدہ فرماتے ہوئے ایسی اصطلاحیں استعمال نہیں فرمائیں اور ہمارے لیے حجت صرف کلام اللہ ہونا چاہیے نہ کہ صوفیا اور اَولیاء کرام کی اصطلاحیں۔یہ بھی یادرہے کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی اور پیروی میں نبوت کا انعام پانیوالا یہ اُمتی نبی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے تمام سابقہ انبیاء سے بھی آگے بڑھ گیا ہے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے مجھے تمام اَنبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔میں آدمؑ ہوں۔میں شیثؑ ہوں۔میں نوحؑ ہوں۔میں ابراہیمؑ ہوں۔میں اسحٰقؑ ہوں۔میں اسمٰعیلؑ ہوں۔میں یعقوبؑ ہوں۔میں یوسفؑ ہوں۔میں موسیٰؑ ہوں۔میں داؤدؑ ہوں۔میں عیسیٰؑ ہوں۔اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہرِ اتم ہوں۔یعنی ظِلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔‘‘(حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ۷۶ حاشیہ)

لیکن عُلمائے اُمت پر افسوس ہے کہ وہ اِس عظیم اُمتی نبی پر کفر کے فتاوی لگانے میں مصروف رہے۔غیر احمدی تو الگ رہے آج ہمارے بعض احمدی بھائی بھی اُمت محمدیہ میں ظاہر ہونے والے اِس عظیم الشان اُمتی نبی کو محدث ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ہمارے برادران جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے رسالہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو غیر نبی ثابت کرنے کیلئے ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالوں میں آخری اور پندرھواں حوالہ یہ دیا ہے کہ!

’’یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جسکے معنی یہ ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔اور آنحضرت ﷺ کی اِقتداء اور متابعت سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔یہ الزام صحیح نہیں بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب سے ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر تہمت ہے۔‘‘(خط بنام اخبار عام۔۲۳ مئی ۱۹۰۸ء۔رسالہ’’آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ۱۲)

حضرت مرزا صاحبؑ کے یہ الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ آپؑ کا کسی مستقل نبوت کا دعویٰ نہیں تھا اور پھر ساتھ ہی آپ نے مستقل نبوت کی تشریح بھی فرمادی کہ’’ایسی نبوت جس کے دعویٰ دار کو دین اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا‘‘۔یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو ایک دوسری نبوت کا دعویٰ تھا جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی پیروی میں مسلمانوں کو اپنے کلام میں بخشا ہوا ہے۔اور جب قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو نہ صرف نبوی انعام کا وعدہ بخشا ہوا ہے بلکہ اُسکے حصول کیلئے سورۃ فاتحہ میں دعا بھی سکھلائی ہے۔تو پھر اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق کسی فردِ اُمت کو یہ نعمت بخش دیتا ہے تو اِس پر ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ ہمارے برادران جماعت احمدیہ لاہور مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ ایک سچے انسان تھے اور حضرت مرزا صاحبؑ تحریر فرماتے ہیں کہ!

’’ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کیساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیّت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو۔اور اُس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے’’نبی‘‘کہتے ہیں۔یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔پس ہم نبی ہیں۔‘‘(بدر ۵۔مارچ ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ۲ کالم ۱)

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دِن پہلے یعنی ۲۳۔مئی ۱۹۰۸ء کو مندرجہ ذیل الفاظ لکھے اور آپکے یوم وصال یعنی ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں آپؑ کے یہ الفاظ شائع ہوئے۔۔۔

’’سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔‘‘(اخبارِ عام ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء)

ہمارے برادران جماعت احمدیہ لاہور کہتے ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی نہیں مانتے۔اب سوال یہ ہے کہ پھر وہ آپؑ کو مانتے کیا ہیں۔؟ مدعی اپنی وفات سے تین دن پہلے یہ فرما رہے ہیں کہ’’سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔‘‘حضرت مرزا صاحبؑ کے اس دعویٰ نبوت کے انکار کے باوجود اگر کوئی کہتا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو مانتا ہوں تو پھر ایسا ایمان کوئی ایمان نہیں ہے۔ہاں دل کے خوش رکھنے کیلئے شاید یہ خیال اچھا ہو۔ہمارے احباب جماعت لاہور حضرت مرزا صاحبؑ کو مجدد، محدث، مہدی و مسیح موعود تو مانتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ وہ جو مجدد، محدث، مہدی و مسیح موعود ہیں وہی فرما رہے ہیں کہ’’میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں‘‘اور

ساتھ قرآن کریم ہمیں ایک قسم کی اُمتی نبوت کی بشارت دے رہا ہو تو پھر کیا وہ مجدد، محدث، مہدی و مسیح موعود نعوذ باللہ جھوٹ بول رہا ہے۔؟ وہ ہرگز جھوٹ نہیں بول رہا۔ آج تک اُمت محمدیہ میں وہ واحد ایسا برگزیدہ انسان گزرا ہے جس نے اس موعود نبوت کو پایا جس کی بشارت سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ میں دی گئی ہے۔ احباب جماعت احمدیہ لاہور سے میری درخواست ہے کہ اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کو ماننا ہے تو آپ اُنہیں وہ مانیے جو آپؑ کا دعویٰ تھا وگرنہ کم از کم اپنے بنائے ہوئے عقائد جن کی قرآن مجید اور حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات میں کوئی سند نہیں ملتی آپ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ اُمتی نبی اور رسول ہونے کا تھا اور قرآن کریم آپکے اِس دعویٰ کی تائید اور تصدیق فرماتا ہے۔ ہمارے برادران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بزرگ اصحاب کا حضرت مرزا صاحبؑ پر مکمل ایمان تھا اور احمدیت کی تخم ریزی کیلئے اِنھوں نے بہت سی قربانیاں دی تھیں۔ خاکسار بڑے ادبؒ اور معذرت کیساتھ آپ سب سے بھی یہ استدعا کرتا ہے کہ آپ بھی حضرت مرزا صاحبؑ پر مکمل ایمان لائیں نہ کہ جزوی۔ بالفرض اگر حضرت مرزا صاحب کا اُمتی نبوت و رسالت کا دعویٰ کسی شخص پر گراں گزرتا ہو تو پھر اُسے چاہیے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو محدث ثابت کرنے کے جھمیلوں میں پڑنے کی بجائے سیدھی طرح آپؑ کی سچائی سے ہی منکر ہو جائے۔ دو کشتیوں میں قدم رکھنا کسی طرح بھی درست اور جائز نہیں۔

عقیدہ میں تبدیلی کا اعتراض۔ جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی ولی یا نبی کا علم بدلتا ہے تو علم کے بدلنے سے اُس کا عقیدہ بھی بدل جاتا ہے اور عقیدہ کی ایسی تبدیلی شانِ ولایت یا شانِ نبوت پر کوئی جائے حرف نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوت سے متعلق عقیدہ کچھ اور تھا جبکہ ۱۹۰۱ء کے بعد اُنہوں نے نبوت سے متعلق اپنا عقیدہ بدل لیا۔ جیسے میں بیان کر چکا ہوں کہ علم کے بدلنے سے عقیدہ بھی بدل جایا کرتا ہے اور یہ کوئی گناہ کی بات نہیں۔ مثلاً ۱۸۸۴ء تک حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کا حیات مسیح ابن مریم کے متعلق وہی عقیدہ تھا جو کہ عامۃ المسلمین کا تھا اور اِسکی براہین احمدیہ سے تصدیق ہوتی ہے (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۱ تا ۶۰۲ حاشیہ در حاشیہ)۔ ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا انکشاف فرمادیا۔ آپؑ نے اِس الٰہی انکشاف کی روشنی میں دوبارہ فرقانِ مجید کا مطالعہ فرمایا تو قرآن مجید نے بھی اِس الٰہی انکشاف کی تصدیق فرمادی۔ اب شخصیت تو ایک ہی تھی لیکن الٰہی انکشاف کی روشنی میں وقت کیساتھ حیات مسیح ابن مریم کے متعلق اُس کا عقیدہ یا نظریہ بدل گیا اور یہ عقیدہ یا نظریہ کی تبدیلی آپکے کسی مُرید کیلئے جائے اعتراض نہ بنی۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے نبوت کے متعلق جس قسم کے عقیدے کا اظہار فرمایا تھا وہ اُس اِلٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو ۱۹۰۱ء سے پہلے تک آپؑ کو حاصل تھا۔ اسی طرح ۱۹۰۱ء کے بعد سے وفات تک آپؑ نے نبوت کے متعلق جس عقیدے کا اظہار فرمایا ہے وہ اُس اِلٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۱ء کے بعد آپؑ کو عطا فرمایا تھا۔ اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ ''ہرسخن وقتے و ہرنکتہ مقامے دارد''۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی اَمر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی **اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا** مگر اِس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔'' (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴)

قبر پر مجدد صَد چہاردہم نام کے کتبہ کی دلیل۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کو محض مجدد ثابت کرنے کیلئے احباب جماعت احمدیہ لاہور ایک یہ دلیل دیتے ہیں کہ وفات کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کی قبر پر جو کتبہ لگایا گیا تھا اِس پر آپؑ کے نام کیساتھ ''مجدد صَد چہاردہم'' کے الفاظ لکھے گئے تھے۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب نبی ہوتے تو آپکی وفات کے بعد آپؑ کی قبر پر آپکے نام کیساتھ ''نبی'' کے الفاظ لکھنے چاہیے تھے۔؟

خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ کسی انسان کی وفات کے بعد اُس کی قبر پر کتبہ زندہ لوگ لگاتے ہیں۔ مرحوم تو اِس وقت مرحوم ہوتا ہے۔ وہ اپنی قبر کے کتبہ کے درست یا غلط ہونے کے متعلق کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر کوئی مرحوم اپنی زندگی میں اپنی تحریرات میں اپنے کسی ٹائٹل کا واضح ذکر کرنے کے علاوہ اپنے کسی اشتہار کے آخر پر اپنے نام کیساتھ یہ لکھ کر گئے ہوں کہ مشتہر اللہ تعالیٰ کا نبی ہے تو پھر بعد از مرگ اُسکی قبر پر لکھے گئے ''مجدد صَد چہاردہم'' کتبہ کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے اور ہم ایسے کتبہ کو حجت کیسے قرار دے سکتے ہیں۔؟:۔

''۱۹۰۲ء میں ایک صاحب پادری پگٹ نام نے اپنے گرجا میں وعظ کرتے ہوئے اچانک کہا کہ میں ہی آنیوالا مسیح ہوں۔ کئی ایک نمازی جو گرجا میں موجود تھے۔ روتے ہوئے آگے بڑھے اور اُسکے آگے سجدہ کیا۔ جب اُسکے متعلق اخباروں میں خبر آئی۔ تو میں نے اُسے ایک خط لکھا۔ اور مزید حالات دریافت کیے۔ جب اُس کا خط اور اشتہارات میرے پاس پہنچے تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیے۔ اور حضورؑ نے فوراً ایک مختصر سا اِشتہار لکھا۔ **اور مولوی محمد علی صاحب کو بھیجا** کہ اس کو ترجمہ کر کے ولایت بھیج دو۔ اِتفاقاً میں اُس وقت مولوی محمد علی صاحب کے پاس اُنکے دفتر میں موجود تھا۔ جو مسجد مبارک کیساتھ کا چھوٹا کمرہ جانب مشرق ہے۔ اور ہم دونوں نے اُس اشتہار کو

پڑھ کر دو باتوں کو خصوصیت کیساتھ نوٹ کیا۔ ایک تو یہ کہ حضرت صاحبؑ عموماً لمبے اشتہار لکھا کرتے تھے۔ مگر یہ اشتہار صرف چند سطروں کا تھا۔ جو ایک چھوٹے سے صفحہ پر آ گیا۔ دوم یہ کہ اسکے آخر میں حضورؑ نے اپنا نام اِس طرح لکھا تھا:۔ النّبِی مرزا غلام احمدؐ ۔ وہ اشتہار انگلستان کے اخباروں میں کثرت سے شائع ہوا۔ مگر پگٹ صاحب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ بالکل خاموش ہو گئے۔ اور پھر کبھی اپنے دعویٰ کا ذکر نہ کیا۔ اور خاموشی سے اپنی بقیّہ زندگی بسر کی۔'' (ذکر حبیب صفحات ۱۰۶ تا ۱۰۷۔ از مفتی محمد صادق)

ہست اُو خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوّت را بروشد اِختتام ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی حضرت مرزا صاحبؑ کے غیر نبی ہونے کے ثبوت میں آپؑ کا متذکرہ بالا شعر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے اِس شعر میں فرمایا ہے کہ'' آنحضرتﷺ خیر الرسل اور خیر الانام ہیں اور آپﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی ہے''۔ لہٰذا حضرت مرزا صاحب نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔؟ خاکسار احباب جماعت احمدیہ لاہور سے درخواست کرتا ہے کہ بلا شبہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اِس شعر میں آنحضرتﷺ کی بعثت کے بعد ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا ذکر فرمایا ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اِس شعر میں'' ہر نبوت'' سے کیا مراد تھی۔؟ یاد رہے کہ جیسا میں پہلے حضرت مرزا صاحبؑ کے اِرشادات کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ آپؑ اُمتی نبوت کے دعویدار تھے اور آپکے اِس دعویٰ کی قرآن کریم (سورۃ فاتحہ۔ آیات: ۶۔۷، سورۃ نساء۔ آیت: ۷۰، سورۃ انعام۔ آیات ۸۵ تا ۹۰ اور سورۃ اعراف۔ آیت: ۳۶) بخوبی تصدیق کرتا ہے۔ اِس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب کے اِس شعر میں'' ہر نبوت را بروشد اِختتام'' سے اُمتی نبوت کا خاتمہ مراد نہیں بلکہ اِس سے آنحضرتﷺ کی بعثت سے پہلے کے ہر نبی کی نبوت (آزاد نبوت جو کسی نبی کی پیروی سے نہیں ملی تھی) مراد ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ عالم اسلام میں ایک صدی قبل تک اِس غلط عقیدہ نے رواج پکڑا ہوا تھا اور آج بھی یہ عقیدہ موجود ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ بجسم عنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی آخری زمانے میں غلبہ اسلام کیلئے آسمان سے نزول فرمائیں گے ۔ حضرت مرزا صاحب نے اِس غلط عقیدے کا بُطلان کیا اور اُمت کو بتایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ تو فوت ہو چکے ہیں۔ کوئی زندہ آسمان پر نہیں گیا اور نہ ہی کسی نے زندہ آسمان سے نازل ہونا ہے۔ آنحضرتﷺ کی بعثت کے بعد جس طرح حضرت مسیح ناصریؑ کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے بالکل اِسی طرح آنحضرتﷺ کی بعثت کے بعد دیگر تمام سابقہ انبیاءؑ کی نبوتوں کے زمانے بھی ختم ہو چکے ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اِس مقدس شعر میں'' ہر نبوت را بروشد اِختتام'' سے یہی مراد ہے نہ کہ بعثت محمدیﷺ کے بعد نبوت کا مطلق خاتمہ۔ ؎

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال؟ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا ایک حکیمانہ اور ناصحانہ اِرشاد ۔ حضرت مولانا نورالدینؓ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بزرگ ترین صحابی اور اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت میں عدیم المثال تھے۔ آپؓ نے حضورؑ کی سب سے پہلے بیعت کی تھی اور حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ بھی آپ کو اپنے خاص الخاص اِحباب میں شمار کرتے تھے۔ حضرت مولانا صاحب کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا حضورؑ کی دُعا کا نتیجہ تھا جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

'' میں رات دِن خدا تعالیٰ کے حضور چلّاتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور فضائے آسمانی میری دُعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔۔۔۔ اِس کا نام اِسکی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے۔۔۔۔ جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اِس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) ترجمہ از عربی عبارات۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۳)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تمام جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر آپؓ کو خلیفۃ المسیح اوّل منتخب کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات تک جماعت کے کسی بھی فرد کو خواہ وہ بعد ازاں قادیان گروپ میں شامل ہوا یا لاہور گروپ میں آپکے علم اور تقویٰ پر کبھی اعتراض پیدا نہ ہوا۔ اُمت محمدیہ میں مسئلہ نبوت کے متعلق آپکا ایک اصولی موقف درجِ ذیل ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

'' جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے۔؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اسکی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر

وہ بولا واہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سُنا کر حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے اِنکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپکو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہونگے۔'' (سیرت المہدی جلد اوّل صفحات ۸۱ تا ۸۲۔ روایت نمبر ۱۰۶)

یادرہے کہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص بیک وقت صادق بھی ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بھی بول رہا ہو۔ جب ایک شخص کا صادق ہونا بذریعہ قطعی دلائل یقینی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر اُسکے دعویٰ میں مین میکھ نکالنا دراصل اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنیوالی بات ہے۔

کُن فیکون کی تجلی۔ میں نے قرآن کریم میں آٹھ (۸) مختلف مقامات پر اِس مضمون کو مختلف پیرایوں میں پڑھا ہے کہ "اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔" (یٰسین: ۸۳) اِس کا معاملہ تو یوں ہے کہ جب کبھی وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں چیز ہو جائے وہ اِس کے بارہ میں کہہ دیتا ہے کہ اِس طرح ہو جائے اور وہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔

ہم سب کا کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ''کُن'' کے نتیجہ میں کائنات کی ہر شئے اپنے اپنے مُفوّضہ کام پر لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی اَنبیاء و رُسل اِس دنیا میں تشریف لائے وہ سب اللہ تعالیٰ کے کُن کا نتیجہ تھے۔ اِلٰہی کُن کے بعد وہ سب ہدایت اور اصلاح کے کاموں پر مامور ہوگئے تھے۔ اگرچہ اِن سب اِنبیاء و رُسل کو اپنے وقت کے جابروں اور ظالموں کے آگے کھڑا کیا گیا تھا لیکن اِسکے باوجود اِن میں سے کوئی ایک رسول بھی اللہ تعالیٰ کے کُن کے آگے مزاحم نہ ہو سکا۔ خواہ یہ حضرت موسیٰ تھے یا حضرت عیسیٰ خواہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا حضرت مرزا غلام احمد علیہم السلام۔ یہ سب ''کُن'' کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کردہ مشن پر روانہ ہوگئے۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز پر بھی کُن فرما کر اُسے بطور غلام مسیح الزماں ایک اِصلاحی مشن پر مامور فرما دیا۔ متذکرہ بالا برگزیدہ اِنسانوں نے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی قوموں کو اپنی سچائی کے حق میں مختلف نوع کے عقلی اور نقلی دلائل دیئے لیکن اِن رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کیا گیا۔ کسی کو جادوگر، کسی کو مجنون اور کسی کو یہ کہہ دیا گیا کہ اِس نے نعوذ باللہ مالیخولیا کی وجہ سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ الغرض جتنے منہ اُتنی باتیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ بطور آزمائش اپنے بزرگ رسولوں کی حقیقت اُنکی قوموں سے چھپائے رکھتا ہے۔ لوگ بظاہر نبی یا رسول کو سن رہے اور دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُسکی سچائی ظاہری آنکھوں سے اُوجھل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''وَإِن تَدۡعُوهُمۡ إِلَى الۡهُدَى لَا يَسۡمَعُوا۟ وَتَرَاهُمۡ يَنظُرُونَ إِلَيۡكَ وَهُمۡ لَا يُبۡصِرُونَ۔'' (اعراف۔۱۹۹) اور اگر تم اِن کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ سن نہیں سکتے اور تو اِن کو دیکھتا ہے کہ گویا وہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ (تجھے) نہیں دیکھ رہے۔

اور ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُسکے مقرر کردہ معیاروں کے مطابق اُسکے رسول کو پرکھا جائے۔ لیکن لوگ اپنے خودساختہ معیاروں اور تصورات کے مطابق رسولوں کو پرکھتے ہیں اور جب وہ پیغامبر اِن کے خودساختہ معیاروں پر پورے نہیں اُترتے تو وہ اُن کا اِنکار کر دیتے ہیں۔ اِیسی حالت میں متقیوں اور مطاہروں کو تو صادق کے پہچاننے میں کوئی زیادہ دقت محسوس نہیں ہوتی لیکن جو لوگ عصبیّت کا لباس پہن کر کبر اور اَنا کے گھوڑے پر سوار ہوں اُنہیں کبھی کوئی رسول سچا نظر نہیں آیا کرتا۔ ہر رسول کے زمانے میں اُس کی قوم کا یہی خیال تھا کہ پہلے رسولوں کا اِنکار کرکے تو اُنکی قوموں نے واقعی غلطی کی تھی لیکن یہ مدعی (جو لوگوں کے سامنے ایک معمولی انسان کے رنگ میں موجود ہوتا ہے) پکا جھوٹا ہے۔ یہ کیسے اللہ تعالیٰ کا رسول یا مصلح موعود ہو سکتا ہے۔؟ رسولوں کے متعلق لوگوں کے اِس بے باکانہ رویہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو فرمانا پڑا!

''یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ۔'' (یٰسین: ۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اِس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

یہ سب بزرگ رسول اپنے اپنے وقتوں میں اِس واقعہ پر کڑھتے اور غم کرتے رہے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں لیکن ہماری قوموں کو ہماری بات کی سمجھ کیوں نہیں آتی۔؟ سب سے بڑا اور بزرگ رسول اور فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکی قوم نے بچپن سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور آمین کا لقب دیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی قوم کے اِنکار اور نامناسب رویہ پر غم زدہ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:۔

''فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلَىٰٓ اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا۔'' (کہف: ۷) پس اگر وہ اِس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو اِن کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

''وَ اصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ۔'' (نحل: ۱۲۸) اور (اے رسول) تو صبر سے کام لے اور تیرا صبر کرنا اللہ سے ہی ہے اور تو اِن پر غم نہ کھا۔ اور جو تدبیریں وہ کرتے ہیں اِنکی وجہ سے تکلیف محسوس نہ کر۔

"لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْامُؤْ مِنِيْنَ۔"(شعراء:۳) شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔

جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں میں عقائد کی غلطیاں۔ پیشگوئی مصلح موعود اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں غلطیاں پیدا ہوئی تھیں اور کچھ غلط عقائد نے جنم لینا تھا۔ آج جب ہم جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں کے عقائد کا تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کی رحلت کے وقت جماعت احمدیہ میں بعض ایسے احباب موجود تھے جنہوں نے بعد از اں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنی تھی ۱۹۱۴ء کے بعد اِن احباب نے اپنے اپنے گروپ بنا لیے۔ دونوں گروپوں کے سرغنہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ یہ دونوں گروپ افراط اور تفریط کا شکار ہو گئے۔ دونوں گروپوں نے حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں کمی بیشی کر کے نعوذ باللہ آپؑ کے عقائد کو ٹھیک کرنا شروع کر دیا۔ اِن دونوں گروپوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی زندگی میں ہی ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہو کر اپنے اپنے ایجنڈے پر کام شروع کر دیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اِنہیں اپنی زندگی میں سمجھاتے بجھاتے رہے اور یہ لوگ وقتی طور پر دَب بھی جاتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کے

باوجود یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات سے نجات نہ حاصل کر سکے۔ جماعتی اِفتراق کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے وقت ہوا جب ایک شخص نے نہایت مکاری اور عیاری کیساتھ خلافت احمدیہ پر قبضہ کر لیا۔ اِس واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر اصحاب احمد کی اکثریت قادیان چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔ بعد از اں ان دونوں گروپوں نے افرادِ جماعت کو اپنی اپنی طرف مائل کرنے کیلئے بانئ سلسلہ کے عقائد حقہ میں کمی بیشی شروع کر دی۔ یہی وہ سنگین غلطیاں اور نفسانی فتور تھے جن کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں ایک زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارت بخشی تھی۔ خاکسار درج ذیل سطور میں دونوں فریقوں کی چند بڑی اغلاط کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۱) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے خلافت احمدیہ پر قبضہ صرف خلیفہ بننے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ اُسکے ارادے اور پروگرام بڑے خوفناک تھے۔ حصول خلافت کے بعد پیشگوئی مصلح موعود اُسکے نشانے پر تھی۔ مرزا محمود کیلئے ایک خاندانی خلافت قائم کرنے کی راہ میں صرف اور صرف پیشگوئی مصلح موعود ایک روکاوٹ تھی اور اُس نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود کا دعویٰ کر کے اپنے زُعم میں اِس روکاوٹ کو دور کر دیا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کا کوئی بھی فرزند بشمول مرزا محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔ ہوسکتا ہے کہ قادیانی گروپ سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کو"پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا" کے الفاظ کی سمجھ نہ آئی ہو کہ اِس سے کیا مراد ہے۔؟ خاکسار ایک مثال کیساتھ اِس کی وضاحت کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی اُمت کو ایک مسیح موعود کی بشارت بخشی تھی۔ اب جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ اِس پیشگوئی مسیح موعود کے دائرہ بشارت میں حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ جن پر انجیل نازل ہوئی تھی اصالتاً نہیں آتے کیونکہ قرآن کریم تو اُنہیں وفات یافتہ قرار دے رہا ہے ۔تو اس کا جو مطلب ہے وہی مطلب اس کا ہے کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کا کوئی بھی جسمانی فرزند بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا کیونکہ زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے تولّد کی بشارت تو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع کے بعد بھی ۶۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے۔ اور جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اس حقیقت کا بخوبی ادراک تھا اور اُنہیں معلوم تھا کہ ہم حضرت مرزا صاحبؑ کی زندہ نرینہ اولاد (مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) اِس اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔ اِسی سلسلہ میں وہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں جماعتی رسالہ تشحیذ لاذہان میں لکھتے ہیں۔

"اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہو گا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہو گا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہو گا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا"۔ (رسالہ تشحیذ لاذہان ولیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔ مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

لہٰذا خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا اور ایک عظیم دجل تھا جو جماعت احمدیہ میں نہ صرف پھیلایا گیا بلکہ منوایا بھی گیا ہے۔ خاکسار یہاں اِسکی تفصیل کو چھوڑتا ہے۔ اِس سلسلے میں اگر کسی کو زیادہ معلومات درکار ہوں تو وہ میری ویب سائٹ (www.alghulam.com) پر مضمون نمبر ۴۳ "آمدِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو" پڑھ لے۔

(۲) "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" کا یہ مؤقف کہ مصلح موعود حضرت مرزا صاحبؑ کا جسمانی فرزند نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا کوئی روحانی فرزند ہے قطعی طور پر سچا ہے کیونکہ قرآن کریم اور حضورؑ کے الہامات اِس مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ جہاں تک مصلح موعود کے ظہور کا تعلق ہے تو اِس معاملہ میں "انجمن اشاعت اسلام لاہور" کے خیالات حقائق پر مبنی نہیں

ہیں۔ بقول مولوی محمد علی صاحب مصلح موعود ''تین صدیوں کو چار کرنے والا یا تین نسلوں کو چار کرنیوالا ہوگا۔'' یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ بانئ جماعت کے اِلہام اور کلام میں اس خیال کے حق میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ ویسے بھی حضورؑ جس مصلح موعود (زکی غلام) کو اپنا جسمانی فرزند خیال کر کے اپنی جسمانی اولاد میں ڈھونڈتے رہے اُسکے متعلق آپ یہ کس طرح لکھ سکتے تھے کہ وہ تیسری اور چوتھی نسل یا تیسری اور چوتھی صدی کے بعد ظاہر ہوگا۔ ثانیاً۔ مولوی محمد علی صاحب کا یہ بھی خیال تھا کہ جب احمدیت عیسوی سلسلہ کی مانند تین سو سال کے بعد غالب آجائے گی تب اِس غلبہ کے بعد وہ موعود مصلح ظاہر ہوگا۔ ایسا قیاس بھی صریحاً ایک مغالطہ ہے اور حضورؑ کے کلام اور الہام میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔ اور ایسے خیال سے مزید یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب عیسوی سلسلہ کی طرح احمدیت (اِسلام) دنیا میں غالب ہو جائے گی تو پھر اس غلبے کے بعد مصلح موعود نے ظاہر ہو کر کیا کرنا ہے اور اُسکے ظاہر ہونے کی کیا ضرورت ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کے مجددین اور مصلحین اپنے وقت اور اپنے موسم پر آتے ہیں۔ ایسے نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے وقت اور بے موسم بھیج دے۔ یہ لوگ ضرورت حقہ کے مطابق آتے ہیں۔ اِن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اُس وقت مبعوث فرماتا ہے جب جماعت اور اُمت میں غلط عقائد اور بگاڑ پیدا ہو جائیں۔ لوگوں کا اپنے خالق کیساتھ تعلق کمزور ہو جائے اور وہ سیدھے راستہ سے بھٹک کر اپنی خواہشات کے پیروکار بن جائیں۔ جب لوگ متقی ہوں اور اُمت یا جماعت بھی ترقی کے عروج پر ہو تو اُس وقت نہ کوئی مجدد یا مصلح موعود آیا کرتا ہے اور نہ ہی اُسکی ضرورت ہوا کرتی ہے۔

(۳) جیسا کہ میں اپنے مضامین میں یہ ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجددین کے مبعوث ہونے کا جو سلسلہ چلا آرہا ہے اسی کے مطابق مصلح موعود نے بھی آئندہ صدی ہجری یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر مبعوث ہونا تھا۔ پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاکسار پر ''پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت'' کا اسی طرح انکشاف ہوا جس طرح چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ''پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت'' کا انکشاف ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے ظہور کے متعلق یہی سچ ہے اور خاکسار آج اپنے مدلل دعویٰ مصلح موعود کے ساتھ نہ صرف جماعت احمدیہ کے آگے کھڑا ہے بلکہ اُنہیں بسلسلہ ''پیشگوئی مصلح موعود'' میثاق النبیین کا عہد بھی یاد دِلا رہا ہے۔

(۴) جماعت احمدیہ قادیان گروپ نے یہ جو عقیدہ اختیار کیا ہوا ہے کہ اب خلیفہ کے ہوتے ہوئے کسی مجدد کے آنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی مجدد نے آنا ہے۔ یہ قطعی طور پر ایک جھوٹا عقیدہ ہے جس میں نہ کوئی صداقت ہے اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ قادیانی گروپ کے بانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۱۹۱۵ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر اپنی تقریر میں فرماتے ہیں۔

''دنیا میں جب ضلالت اور گمراہی اور بے دینی پھیل سکتی ہے تو نبی کیوں نہیں آسکتا۔ جس جس وقت ضلالت اور گمراہی پھیلتی رہی ہے اور لوگ خدا تعالیٰ کو بھلا دیتے رہے ہیں اور فسق و فجور میں پھنس جاتے رہے ہیں۔ اسی وقت نبی آتا رہا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب ایسا ہوگا کہ دنیا خدا تعالیٰ کو چھوڑ دے گی آنحضرت ﷺ کو بھلا دے گی اور گند اور پلیدیوں میں مبتلاء ہو جائے گی اس وقت نبی آئے گا اور ضرور آئے گا۔'' (انوارِ خلافت۔ انوار العلوم جلد ۳ صفحہ ۱۲۴)

اسی طرح آپ ۱۹۲۱ء میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ بھی یاد رکھو کہ مرزا صاحبؑ نبی ہیں اور بحیثیت رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کے آپ ﷺ کی اتباع سے آپؑ کو نبوت کا درجہ ملا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اور کتنے لوگ یہی درجہ پائیں گے۔ ہم اُنہیں کیوں نبی نہ کہیں۔'' (آئینہ صداقت (۱۹۲۱ء) انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

خلیفہ ثانی صاحب کے مندرجہ بالا فرامین اِس پر دلیل ہیں کہ اُنکے عقیدے کے مطابق اُمت محمدیہ میں صرف ایک حضرت مرزا غلام احمدؑ ہی نہیں بلکہ پتہ نہیں اور کتنے لوگ اُمتی نبوت کا انعام پائیں گے۔؟ ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود کا دعویٰ کرنے کے بعد خلیفہ ثانی نے افرادِ جماعت کے ایمان میں یہ بات داخل کرنی شروع کر دی کہ خلیفہ کے ہوتے ہوئے نبی تو الگ رہے بغرضِ تجدید اب کوئی مجدد بھی نہیں آسکتا۔ خلیفہ ثانی صاحب کا ختم نبوت کی طرح ختم تجدید کا یہ باطل عقیدہ گھڑنا اور جماعت احمدیہ میں داخل کرنا کیا جماعتی عقائد میں کمی بیشی نہیں ہے؟ حیرانگی کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ میں ایک مصلح موعود کی بشارت موجود ہے لیکن اِسکے باوجود دن رات یہ جھوٹا اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کے ہوتے ہوئے کسی مجدد نے نہیں آنا اور نہ ہی کسی مجدد کی ضرورت ہے؟ افرادِ جماعت پر بھی افسوس ہے کہ اُنکے آگے دِن رات اِتنا بڑا جھوٹ بولا جاتا ہے اور وہ بیچارے ڈر کے مارے اِس جھوٹ کو خاموشی کیساتھ سنتے چلے جا رہے ہیں اور اِن میں سے کوئی جماعتی ارباب واختیار سے یہ نہیں کہتا کہ خدا کا خوف کرو اور دین اسلام میں نئی نئی بدعتیں جاری نہ کرو؟ حضرت مرزا صاحبؑ سے پہلے اُمت محمدیہ میں صرف نبوت کو ختم کیا گیا تھا لیکن قادیانی گروپ کے سرغنہ اور اُسکے جانشینوں نے اپنے بعض مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے اپنے زُعم میں تجدید کی صف لپیٹ کر دو چار قدم اور آگے بڑھائے ہیں۔ خلیفہ ثانی صاحب نے ۱۹۴۴ء میں ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا اور قادیانی گروپ کو ختم تجدید کی ضرورت کیوں

پیش آئی۔؟اس کی تفصیل میرے دیگر مضامین میں موجود ہے۔

(۵)احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ عقیدہ کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نبی نہیں تھے قطعاً غلط ہے۔حضرت مرزا صاحبؑ بلا شبہ اُمتی نبی اور اُمتی رسول تھے۔خاکسار اِسکی مفصل وضاحت کر آیا ہے۔یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے تعلق رکھنے والے سارے اصحاب احمد حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں آپکے عقائد سے واقف تھے۔یہ سارے اصحاب احمد آپ کو ۱۹۱۴ء تک اُمتی نبی اور اُمتی رسول مانتے رہے۔لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ازاں بعد ان اصحاب احمد کا اختلاف ہوا مرزا محمود احمد سے لیکن جوش میں آکر انہوں نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی نبوت پر حملہ کر دیا اور انہیں محدث ثابت کرنے لگے۔اِختلافات اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب تقویٰ کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی پیروی کی جاتی ہے۔یاد رہے کہ دنیا نہ کسی کو نبی بنا سکتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنا یہ انعام کسی بندے کو بخش دیوے تو دنیا اُس سے یہ اِنعام چھین بھی نہیں سکتی۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اُمتی نبی اور اُمتی رسول تھے اور ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ بروزِ قیامت نہ صرف انبیاء ورُسل کے معزز گروہ میں شامل ہونگے بلکہ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰﷺ کیساتھ کھڑے ہونگے۔فکر کرنی چاہیے اُن لوگوں کو جنہیں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ پر ایمان لانا تو نصیب ہوا لیکن بعد ازاں وہ ڈگمگا گئے۔

صدر انجمن احمدیہ کا قیام بطور مجلس اِنتخاب (Electoral College)۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۹ء میں ایک جماعت قائم کی اور اسے ''جماعت احمدیہ'' کا نام دیا۔آپؑ نے اپنی وفات کے چند سال پہلے اپنے رسالہ ''الوصیت'' کے مطابق جنوری ۱۹۰۶ء میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کے قیام کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی دیگر ممبران کے علاوہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کو اِس انجمن کا صدر مقرر فرمادیا۔مزید برآں رسالہ ''الوصیت'' کے ضمیمہ میں اِس انجمن کو اپنا جانشین بھی قرار دیا (الوصیت۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۵)۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اپنے قائم کردہ اِس ادارے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷۔اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ مجدد اعظم جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے مورخہ ۱۵۔اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عیدالفطر میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے تصنیف کردہ ''رسالہ الوصیت'' کی حقیقت پر یوں اظہار خیال فرمایا:۔

''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت (بحیثیت۔ناقل) مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔پھر ان چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرادی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اِس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اِجماع ہو گیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (النساء:۱۱۶)۔میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے،اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔پس تم کان کھول کر سنو۔اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔'' (خطبات نور۔صفحہ ۴۱۹)

اب واضح رہے کہ جماعت احمدیہ قائم تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بھی موجود تھے۔تبلیغ اسلام کیلئے جماعتی علماء کے علاوہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے جاری کردہ دو اخبارات (الحکم اور البدر) اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) بھی موجود تھے۔علاوہ ازیں اَعلائے کلمۂ اسلام،اشاعت توحید اور خلیفہ کے چناؤ کیلئے آپؑ نے ''صدر انجمن احمدیہ'' کے نام سے ایک مقتدر ادارہ بھی قائم فرما دیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے بھی خطبہ جمعہ میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کو بڑے واضح الفاظ میں خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا تھا۔اب سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ ''صدر انجمن احمدیہ'' کے بالمقابل مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اوائل ۱۹۱۱ء میں جماعت احمدیہ میں ایک نئی ''انجمن اَنصار اللہ'' بنانے کی ضرورت کیوں پڑی۔؟مضمون کی طوالت کے خوف سے میں صرف یہ کہہ کر کہ ''انجمن اَنصار اللہ'' کا قیام دراصل احمدیت کے لَبادے میں محمودیت کا آغاز تھا اِس سوال کا جواب معزز قارئین کی فہم و فراست پر چھوڑتا ہوں! ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

آخری گذارش۔ خاکسار جماعت احمدیہ (قادیان گروپ) میں ایک اَن پڑھ اور غریب خاندان میں پیدا ہوا۔ اپنے مرحوم والد کو تو میں نے دیکھا نہیں کیونکہ میری پیدائش کے چھ ماہ بعد ہی وہ انتقال فرما گئے تھے۔ ہاں ہوش سنبھالتے ہی اپنوں اور غیروں کی زبان سے محترم والد صاحب کی نیکی، بزرگی اور تقویٰ کا ذکر ضرور سُنا تھا۔ بچپن سے میرے بھی وہی عقائد تھے جو جماعت احمدیہ قادیان گروپ کے ہیں۔ میں نے وسط دسمبر ۱۹۸۳ء تک کسی تکلف کے بغیر لاپرواہی کی زندگی گزاری ہے اور اِسکی وجہ یہ تھی کہ تیس (۳۰) سال کی عمر تک میری زندگی میں کبھی خواب وخیال میں بھی یہ نہیں آیا تھا کہ آئندہ زمانے میں اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور اپنی قدرت کا نشان بنانیوالا ہے۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کو بروز جمعۃ المبارک ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز پر بھی کُن فرما کر مجھے بطور غلام مسیح الزماں ایک روحانی اور اِصلاحی مشن پر مامور فرما دیا۔ ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک میں نے اِس حقیقت کو سوائے اپنے چند قریبی اور ذمہ دار افراد کے کسی کو نہ بتایا۔ مارچ ۱۹۹۳ء کے بعد میں نے اپنا یہ مقدمہ (دعویٰ) بالواسطہ خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد کے آگے رکھا۔ خلیفہ رابع صاحب میرے مدلل دعویٰ کو پڑھ کر بہت طیش میں آ گئے اور اُنہوں نے پریشانی میں مجھ پر مختلف قسم کے الزامات لگانے شروع کر دیئے۔ اگر کوئی فردِ جماعت اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق خلیفۃ المسیح سے کوئی مدلل سوال پوچھے تو جواب میں بغیر کسی دلیل کے اُسکے سوال کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دینا چہ معنی دارد۔؟ خلیفہ صاحب میرا مدلل دعویٰ تو جھٹلا نہ سکے لیکن مجھے ڈرانے اور دبانے کی کوشش شروع کر دی۔ اِس محمودی خلیفہ کو شاید یہ نہیں پتہ تھا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کسی کام کیلئے مامور فرما دے تو وہ مذہبی آمروں اور دوکانداروں سے ڈرا نہیں کرتے۔ مرزا طاہر احمد کو اپنی زندگی میں میری سچائی کا اِدراک ہو چکا تھا لیکن اُس بیچارے کیلئے مسئلہ یہ تھا کہ اُسکے والد نے خلافت کے نام پر جو گدی قائم کی تھی وہ اُس گدی سے کیسے دستبردار ہوتا؟ میں نے دس سال (۱۹۹۳ء سے لے کر ۲۰۰۳ء) تک اپنا مقدمہ افرادِ جماعت سے دو (۲) وجوہات کی بنا پر چھپائے رکھا۔

(اولاً) یہ کہ ایک احمدی مدعی کے مقدمہ کا براہ راست اُسی شخص سے تعلق ہے جو اپنے آپ کو خلیفۃ المسیح کہلواتا ہے کیونکہ باقی جماعت تو اُسکے ہاتھ پر بیعت کیے ہوئے ہے۔ خلفاء کا کام صرف نمازیں پڑھانا، جلسے جلوسوں میں تقریریں کرنا اور سالانہ جلسہ پر جماعت کے آگے مالی بجٹ پیش کر دینا ہی نہیں ہوتا۔ یہ کام تو کوئی غیر خلیفہ بھی کر سکتا ہے۔ احمدی خلیفہ کا سب سے اہم کام یہ تھا اور ہونا چاہیے کہ اگر اُس کے وقت میں کوئی مدعی ظاہر ہو کر اپنا کوئی مدلل دعویٰ اُسکے آگے پیش کرے اور اُس سے راہنمائی بھی مانگے تو منصبِ خلافت کا یہ تقاضا ہے کہ خلیفہ صاحب اُس مدعی کے دعویٰ پر تقویٰ، دیانتداری اور انصاف کے ساتھ غور وفکر کریں۔ مدعی یا تو سچا ہوگا یا پھر کسی غلط فہمی کا شکار۔ تیسری کسی صورت کا امکان نہیں۔ اگر بالفرض کوئی احمدی مدعی کسی غلط فہمی میں مبتلاء ہے تو خلیفہ صاحب پر فرض ہے کہ وہ بذریعہ دلائل (نہ کہ جبر کیساتھ) اُسکی غلط فہمی کو دُور کریں کیونکہ یہ اُس کی ذمہ داری ہے نہ کہ جماعتِ احمدیہ کے کسی مخالف یا مُکفر کی۔ اور اگر احمدی مدعی سچا ہے تو پھر یہ اُس خلیفہ کا کام ہے کہ مدعی کی سچائی کا اعلان کر کے نہ صرف مدعی کو بلکہ پوری جماعت کو آزمائش سے بچائے۔ لیکن افسوس سے کہتا ہوں کہ جن خلفاء نے قرآنی تعلیم کے برخلاف پہلے ہی افرادِ جماعت کی یہ تربیت کر رکھی ہو کہ چونکہ خلیفہ کو خدا بناتا ہے لہٰذا خلیفہ کے ہوتے ہوئے کوئی مجدد یا مصلح نہیں آ سکتا تو پھر ایسے باطل عقائد گھڑنے والے خلیفوں سے کیا خیر کی توقع ہو سکتی ہے؟

(ثانیاً) جس قسم کی جماعت کی حالت بنا دی گئی ہے اِس میں خلیفہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ نام ہی کا خلیفہ کیوں نہ ہو خاکسار اِذنِ الٰہی کے بغیر اپنے مقدمہ کو عام پبلک میں ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اِذنِ الٰہی کے بعد میں نے اپنا مفصل تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں ۱۰۔ جون ۲۰۰۲ء کو خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں بھیجا تھا اور ساتھ ہی اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ بیشک میرے دعویٰ کو افرادِ جماعت پر ظاہر کر دیں۔ ڈر جھوٹے کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ سچے کو۔ لیکن خلیفہ رابع صاحب نے نہ صرف اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک میرے دعویٰ غلامِ مسیح الزماں کو عام احمدیوں سے چھپائے رکھا بلکہ در پردہ مختلف طریقوں سے اپنی خاندانی گدی کی حفاظت کیلئے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ بنانے کی سازشوں میں بھی مصروف رہے۔ میرا تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں موصول ہونے کے تین ہفتہ بعد یہ محمودی خلیفہ میری سچائی کی تاب نہ لا کر بالآخر ۵۔ جولائی ۲۰۰۲ء کے خطبہ جمعہ کے دوران ڈائس پر گر پڑا۔ میں اس واقعہ کو اپنی سچائی کا ایک نشان سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کو جماعتی تاریخ میں بذریعہ ایم ٹی اے ہمیشہ ہمیش کیلئے ریکارڈ کروا دیا ہے۔ میں یہ جو بتا رہا ہوں اگر کسی احمدی کو اس میں کوئی شک ہو تو وہ میرے سارے خطوط اور خلیفۃ المسیح الرابع کے جوابات میری ویب سائٹ پر پڑھ سکتا ہے اور اگر میں نے اپنی خط وکتابت میں کسی بات کو چھپایا ہو تو بیشک جماعت احمدیہ قادیان گروپ اپنی ویب سائٹ www.alislam.com پر اس کو ظاہر کر دے۔

افرادِ جماعت احمدیہ سے میری گذارش ہے کہ خواہ آپکا تعلق جماعت احمدیہ قادیان سے ہے خواہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے، ہم سب ایک ہی روحانی وجود (مہدی ومسیح موعود) کی روحانی اولاد ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ اِنسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی

نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کیلئے تم بُلائے گئے ہو اُس میں سے ایک فربہ اِنسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اُس کا مجھ میں حصّہ نہیں۔'' (کشتی نوح (۱۹۰۲ء) روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۔۱۳)

(۱) جماعت احمدیہ قادیان گروپ کا خیال ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے جبکہ اَمر واقعہ یہ ہے کہ وہ موعود مصلح نہیں تھے بلکہ وہ سیاسی قسم کے خودساختہ مصلح موعود تھے۔ خلیفہ ثانی کا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونا تو دور کی بات ہے وہ اور اُسکے دیگر بھائی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتے۔

(۲) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے میری درخواست ہے کہ مصلح موعود یعنی غلام مسیح الزماں نے تین صدیوں یا تین نسلوں کے بعد ظاہر نہیں ہونا تھا بلکہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں اُس زکی غلام مسیح الزماں نے حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد آئندہ صدی ہجری یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

خاکسار اس وقت نہ تو جماعت احمدیہ قادیان کا نمائندہ ہے اور نہ ہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا وہی موعود زکی غلام ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی ''پیشگوئی مصلح موعود'' میں فرمائی تھی۔ میرا یہ خالی دعویٰ نہیں ہے۔ خالی دعویٰ تو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ میں اپنے دعویٰ کی بنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک موعود روشن دلیل اور بین ثبوت پر رکھتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں میں دیگر اختلافات کیساتھ ساتھ ایک اِختلاف پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں بھی ہے۔ اِرشادِ ربانی ہے۔

''فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا۔'' (النساء:۶۰) اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم میں کوئی دینی تنازعہ پیدا ہو جائے تو اِسکے فیصلہ کیلئے تم اللہ اور اُسکے رسول کی طرف رجوع کرو۔ اے افرادِ جماعت! مخالفین تو ہم کو غیر مُسلم قرار دے رہے ہیں لیکن ہم صمیم قلب سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم بفضل اللہ تعالیٰ سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اُس عظیم الشان قرآن کے پیروکار ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صافی قلب پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار متذکرہ بالا اِرشادِ ربانی کے مطابق افرادِ جماعت احمدیہ قادیان اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو تمام اختلافی امور کے فیصلہ کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی طرف بلاتا ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے متذکرہ بالا حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میری اِس درخواست پر غور فرماؤ گے۔؟

دوستو اِک نظر خدا کیلئے ۔ سیدّ الخلق مصطفیٰ کیلئے

وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

موعود زکی غلام مسیح الزماں (مجدد صدی پانزدہم)

مورخہ ۱۳/جون ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆